Name of the Scholar: Anwarul Haque

Name of the Supervisor: Prof. Wahajuddin Alvi

Department: Department of Urdu

Title of the Thesis: Critical and Analytical Study of Qurratulain Hyder's Non Fictional Prose

---

ABSTRACT

ایک فکشن نگار جب مضامین لکھتا ہے تو اس میں وہ تمام خوبیاں ہوتی ہیں جو اس کے فکشن میں پائی جاتی ہیں۔تمام فنی خوبیاں شاید موجود نہ ہوں کیونکہ ہر صنف کے اپنے الگ تقاضے ہیں، ہاں البتہ سوچ نہیں بدلتی ویژن یا نظریہ جو ایک تخلیق کار کا ہے چاہے وہ کسی بھی صنف میں لکھے ظاہر ہے کہ اس سے وہ دامن نہیں چھڑا سکتا۔۔ یہ محض مصنف تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ایک مصور، ایک ڈراما نگار یا کسی بھی طرح کا کوئی بھی کلاکار ہو اپنے ماحول اور اپنے آس پاس ہونے والے واقعات و حادثات سے اچھوتا نہیں رہتا۔

بڑے پیمانے پر مصنفہ کی زندگی میں ہندوستان میں جو بڑی سیاسی اتھل پتھل ہوئی۔اس میں ملک کی آزادی، تقسیم ملک، تقسیم کے بعد ہونے والے فسادات، پرانی تہذیب اور قدروں کا زوال، نئ تہذیب یعنی مغربی تہذیب سے اثر آلود فضا کا ارتقا۔ پرانے امیرزادوں کی مالی پسماندگی اور نو دولتیوں کے چھچھورپن والا انداز خاصا اہم ہے۔

ان کی تمام تخلیقات میں ظاہری یا پھر زیریں لہر میں ہر صفحہ پر موجود ہے۔مجموعہ مضامین 'داستان عہد گل' میں اردو ناول اور افسانے کی ابتدا اور ارتقا یا پھر یوں کہہ لیجیے کہ زبان اردو کی آبیاری کرنے والے اہم شخصیات کی پوری تاریخ سمونے کی کوشش عینی آپا نے کی ہے، اتنا ہی نہیں ساتھ ساتھ اس زبان کی ترقی کا موازنہ دنیا کی دوسری زبانوں سے اور معاصر قلم کاروں کا تقابلی سلسلہ بھی جاری رکھا ہے۔خاص کر مغرب کی پیدا شدہ اور اس کے زیر اثر ادب اور ادیبوں کا موازنہ اردو کے دانشوروں اور قدآور شخصیتوں سے کرتے ہوئے اس مضمون میں اپنے نظریہ (بدلتی تہذیب) کا اظہار کیا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے تمام ترجمہ پارے عمومی تہذیبی غلطیوں سے پاک معلوم ہوتے ہیں، کیوں کہ جب مصنفہ نے ترجمہ کیا تو Target Language کی تہذیب اور زبان کی ساختیات اور زبان کے تقاضوں کا

پورا پورا خیال رکھا ہے جس کی وجہ کر یہ ترجمہ پارے بھی الگ تصنیف کی طرح ادب پاروں کا درجہ رکھتے ہیں۔ پہلے اور دوسرے ابواب میں قرۃ العین حیدر کی مضمون نگاری اور ترجمہ نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے

تیسرے باب میں قرۃ العین حیدر کی کتاب دامانِ باغباں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

چوتھے باب میں قرۃ العین حیدر کے رپورتاژ کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ رپورتاژ کا زیادہ صحافت ہونا یا پھر زیادہ ادب ہونا بھی اس پر منحصر ہے کہ تخلیق کار زیادہ صحافی ہے یا زیادہ ادیب۔ قرۃ العین حیدر کے یہاں اِن دونوں فنون کا اس قدر حسین امتزاج ملتا ہے کہ فن پارہ بھی اُتنا ہی امتزاج کا مظہر ہے۔ چوتھے باب کا عنوان ہے قرۃ العین حیدر کی رپورتاژ نگاری کا تنقیدی جائزہ۔ اس باب کے تحت ان کے رپورتاژ ستمبر کا چاند، کوہِ دماوند، گلگشت، جہانِ دیگر، خضر سوچتا ہے اور دیگر رپورتاژ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ قرۃ العین حیدر کے دو رپورتاژ کے مجموعے منظر عام پر آئے۔ کوہِ دماوند اور ستمبر کا چاند۔ کوہِ دماوند میں کل چھ رپورتاژ شامل ہیں ایک 'چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا' دوسرا 'کوہِ دماوند' جس میں ایران کے سفر سے متعلق یادداشت قلم بند کی گئی ہے، تیسرا 'گلگشت' جو سفر روس پر ہے، چوتھا 'خضر سوچتا ہے دولر کے کنارے' کشمیر کے سفر کے تعلق سے، پانچواں 'دکن سا نہیں ٹھار سنسار میں' اور چھٹا 'قید خانے میں تلاطم ہے کہ ہند آتی ہے' ایک عالم آشوب۔

ستمبر کا چاند دوسرا رپورتاژ کا مجموعہ ہے جس میں چار رپورتاژ 'لندن لیٹر'، 'ستمبر کا چاند'، 'درچمن ہر ورقِ حالِ دیگر ست' اور جہانِ دیگر شامل ہیں۔ رپورتاژ نگاری کا فن بہت پرانا ہے اور رپورتاژ نگاری کو ہم پوری طرح غیر افسانوی نثر کہہ بھی نہیں سکتے کیونکہ رپورتاژ افسانوی نثر میں تحریر کی جانے والی صحافت کو ہی کہتے ہیں۔ اور اگر اس نثر سے افسانوی تحریر کا انداز نکال دیا جائے تو پھر یہ ادبی صنف نہیں رہ جائے گی، نری صحافت بن جائیگی۔ جاپان کی صرف تہذیب ہی نہیں بلکہ جاپانی ادب اور جاپانی تاریخ کی وضاحت اور اُن کی خوبیوں اور خامیوں اور دوسری تہذیبوں کے ساتھ اُس کے تقابل کو بہت ہی سادے اور خوبصورت لہجے میں پیش کیا گیا ہے۔ تمام رپورتاژ ادبی، تہذیبی اور افسانوی اسلوب کے اعتبار سے مصنفہ کی گرانقدر تصانیف ہیں۔ رپورتاژ کی تاریخ پر بات کرتے وقت قرۃ العین حیدر کے ان رپورتاژ کو نظر انداز کرنا ادھوری تاریخ رقم کرنا ہوگا۔ اس طرح مقالے میں حتی المقدور ان کے تمام غیر افسانوی نثر کا تجزیہ اور تنقید پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔